مطبوعات

مقالات شبلی حصہ چہارم، حصہ پنجم، حصہ ششم، حصہ ہفتم تالیفات مولانا شبلی مرحوم - ضخامت بالترتیب ۱۸۹، ۱۳۸، ۲۴۰، ۷۰۱ صفحات قیمت عہر، عہ، عمہر، ملنے کا پتہ :- دار المصنفین اعظم گڈھ۔

مولانا شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے مستقل تصانیف کے علاوہ مختلف عنوانوں پر متعدد مضامین نکلے تھے، جن میں سے اکثر الندوہ میں شائع ہوئے تھے۔ مولانا مرحوم کا محققانہ اصول نگارش جس طرح ان کی مستقل تصنیفات میں نمایاں ہے، اسی طرح ان کے متفرق مضامین میں بھی موجود ہے۔ ادارہ دار المصنفین، جو مرحوم ہی کی یادگار ہے، ان قابل قدر علمی جواہر پاروں کو جو مختلف مقامات میں بکھرے پڑے تھے حسن ترتیب کے ساتھ کتابی شکل میں شائع کر رہا ہے۔ اب تک اس سلسلہ کی سات جلدیں نکل چکی ہیں۔ آخر کی چار جلدیں اس وقت زیر تبصرہ ہیں۔

حصہ چہارم تنقیدی مباحث پر مشتمل ہے۔ سترہ کتابوں پر تفصیلی تبصرے ہیں۔ ان کتابوں میں اکثر وہ بلند پایہ اسلامی تصنیفات ہیں جو آج یورپ کی بدولت ہر گلی کوچے میں پھیل چکی ہیں، لیکن نصف صدی پیشتر تک خود مسلمان ان کے نام سے بھی بہت کم واقف تھے۔ اگرچہ ان مقالات کی حیثیت محض تبصروں کی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ بجائے خود مفید، مدلل اور پر از معلومات مضامین ہیں۔ اور مولانا کا کمال خاص یعنی ان کا ذوق تنقیدی تو ایک ایک فقرہ میں جھلک رہا ہے۔ بالخصوص "تمدن اسلام" کے مصنف جرجی زیدان نے اپنی کتاب میں جن متعصبانہ عیاریوں سے اسلام کی مدح کے پردہ میں تنقیص کی تھی، اور جس کی نظر فریبی اچھے اچھے

دیدہ وروں کو چرکا دے گئی تھی، ان کی پردہ دری نہایت بالغ نظری سے کی گئی ہے۔

حصّہ پنجم تاریخ و سیر سے متعلق ہے۔ اس میں مشاہیر اسلام کے سوانح حیات ہیں۔ تاریخ مولانا مرحوم کا خاص فن تھا، اس لئے ان مضامین کی نسبت کسی تفصیلی اظہار رائے کی ضرورت نہیں۔ معتزلہ اور اعتزال کی تاریخ بیان کرتے ہوئے جگہ جگہ مصنف نے "اعتزال" کو "عقلیت" سے تعبیر کیا ہے مگر یہ تعبیر ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ اعتزال کو نہ تو خالص اسلامی عقلیت کہا جاسکتا اور نہ یونانی۔ بلکہ یہ بین بین کی ایک خام فلسفیت ہے جس میں ایک طویل عرصہ تک مسلمان معقولیین اس وقت تک بھٹکتے رہے جب تک علوم عقلیہ نے ان کے اندر پختگی حاصل نہ کرلی۔ قریبی دور میں جس طرح یورپ کے علوم عقلیہ کی نئی نئی چمک دیکھ کر ہماری آنکھیں خیرہ ہوئی تھیں، اور اب آہستہ آہستہ ان علوم کی گہرائیوں تک پہنچ کر یہ خیرگی دور ہو رہی ہے، اسی طرح ابتدائی زمانہ میں بھی جب مسلمان نئے نئے فلسفۂ یونان و عجم سے واقف ہوئے تھے تو ان پر یہی خیرگی کی کیفیت پیدا ہوگئی تھی، اور وہ کہیں صدیوں میں جاکر دور ہوئی۔ لہٰذا اگر نئے دور کے اعتزال کو حقیقی معنوں میں "عقلیت" سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا تو پرانے زمانے کا اعتزال بھی اس نام کا مستحق نہیں۔

اسی طرح ایک موقع پر ضمناً مصنف کے بعض بیانات سے اس خیال کی تائید نکلتی ہے کہ اسلامی علوم کا اصلی سرچشمہ یونانی زبان ہے۔ ہمیں اس عمومی فیصلہ کے تسلیم کرنے میں تامل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ارتقاء تہذیب کی تاریخ میں ہر بعد کی قوم نے پہلے کی قوموں کے کارناموں سے استفادہ کیا ہے اور یہ استفادہ کوئی عیب نہیں ہے۔ مسلمانوں نے بھی جب اس راہ میں قدم رکھا تو اقوام قدیمہ کے کارناموں سے استفادہ کیا۔ مگر مسلمانوں کا اصلی عطیہ (CONTRIBUTION) جس نے افکار انسانی کی رَو کو خیالیت سے واقعیت کی طرف پھیر دیا، اور خرص و تخمین سے ہٹا کر تحقیق کی طرف متوجہ کیا، اس کا سرچشمہ بجز قرآن حکیم کے کوئی نہیں۔ اس کا نشان ان سے پہلے کی کسی قوم کے علوم میں نہیں ملتا۔

حصّہ ششم بھی تاریخی مقالات کا مجموعہ ہے، جن میں عام تاریخی مباحث پر سیر حاصل بحثیں کی گئی ہیں۔

یونانی، فارسی، ہندی وغیرہ غیر زبانوں کا قدیم لٹریچر جس طرح عربی زبان کے دامن میں آکر مسلمانوں کے ہاتھوں زندۂ جاوید ہوگیا، اس کی مفصل تاریخ ۱۱۲ صفحوں میں موجود ہے۔ اس سے مسلمانوں کی علم دوستی اور غیر عربی علوم کے ساتھ غیر متعصبانہ رغبت و اعتناء کا حال معلوم ہوسکتا ہے۔ یورپ کی ان افتراپردازیوں میں سے جنھیں اس کے متعصب دماغ نے گھڑ کر مسلمانوں کو بدنام کیا ہے، ایک کتب خانہ اسکندریہ کے جلائے جانے کا واقعہ بھی ہے۔ مولانا مرحوم نے اس سراپا غلط الزام کی پوری قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔ اس مجموعہ میں سات مباحث ہیں اور ساتوں اسلامی تاریخ کی جان ہیں۔

جلد ہفتم میں فلسفیانہ مقالے ہیں۔ مسلمانوں کے متعلق یورپین ججوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ فلسفہ میں ارسطو کی گاڑی کے قلی تھے، فلسفۂ یونان کی کورانہ تقلید ان کے فلسفہ کا آخری زینہ ہے۔ مولانا نے تاریخی حقائق سے اس بے بنیاد ادّعا کی تردید کی ہے، اور بتایا ہے کہ مسلمانوں نے فلسفۂ یونان کو کس طرح محفوظ کیا؟ اس میں کیا اصلاح و ترمیم کی؟ اس پر کس قدر اضافے کئے؟ اس کے ساتھ انھوں نے خود یونانی منطق پر ـــ جس کے ساتھ ہمارے علما اب تک چمٹے ہوئے ہیں ـــ مجتہدانہ تنقید کرکے اس کی غلطیاں دکھائی ہیں، اور بتایا ہے کہ فلسفۂ اسلام، فلسفۂ یونان اور فلسفۂ جدیدہ کا درمیانی واسطہ ہے یا یوں کہنا چاہئیے کہ اسلامی فلسفہ ہی نے حکمتِ یونان کو ترقی کی منزلیں طے کراکے اس مقام تک پہنچایا جہاں سے فلسفۂ حال کی داغ بیل پڑی۔

فلسفہ کے مختلف ادوار و مدارج کے متعلق مصنف کا یہ ریمارک یہاں تک تو بالکل واقعیت پر مبنی ہے۔ لیکن اس کے بعد انھوں نے جو قدم اٹھایا ہے اس میں جگہ جگہ فلسفۂ یورپ کے مقابلہ میں اس ذہنی مرعوبیت کے آثار دکھائی دیتے ہیں جو انیسویں صدی کے آخر میں تمام مسلمانوں پر چھاگئی تھی۔ بلاشبہ یورپین فلسفہ کی ابتدا اسلامی فلسفہ کی دست نگر ہے مگر آج وہ اپنی انتہا کو پہنچ کر اسلام سے اسی قدر دور ہوچکا ہے جس قدر یونانی فلسفہ تھا، بلکہ اصول و مبادی کے لحاظ سے اس سے بھی زیادہ۔ حکمتِ جدیدہ

کا نقطۂ آغاز خدا کو نہ ماننے کی خواہش ہے جو بجائے خود کسی علمی استدلال پر مبنی نہیں ہے بلکہ ایک بگڑی ہوئی ذہنیت اور ایک بھٹکے ہوئے رجحان نفس پر مبنی ہے۔ معقولات خالصہ ہوں یا نظری سائنس، دونوں کی بنیاد یہی چیز ہے، اور اسی خشتِ اوّل کی کجی نے ثریا تک اس دیوار کو کج کرکے رکھدیا ہے۔ ڈارون کی تھیوری بھی جس کی مصنف نے دبی زبان سے تائید کی ہے دراصل اسی بنیاد پر مبنی ہے۔ اس نے آثار کائنات کا مشاہدہ اس مفروضہ کے ساتھ کیا کہ اس نظام کا کوئی بنانے اور چلانے والا نہیں ہے، اور پھر اس خواہش کے ساتھ تحقیق شروع کی کہ ایک صانع حکیم کے بغیر اس نظام کے چلنے کا معمہ حل کیا جائے، لہٰذا تمام علمی حقائق (SCIENTIFIC FACTS) جو اس کے سامنے آئے ان کو اس نے اس طور پر مرتب کردیا کہ ان سے انواع کے خود بخود ایک نوع سے دوسری نوع میں تبدیل ہونے اور ترقی کرنے کا نتیجہ برآمد ہو۔ یہ نتیجہ بجائے خود علمی حقیقت نہیں ہے، بلکہ حقائق کی اس ترتیب سے پیدا ہوتا ہے جو خدا کو نہ ماننے کی مجرد خواہش پر مبنی ہے۔ مولانا مرحوم نے ڈارون کی تھیوری کو محض ارتقاء کی تھیوری سمجھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش فرمائی ہے کہ حکمائے اسلام بھی اس کے قائل تھے۔ مگر شاید یہ بات مرحوم کے علم میں نہ آئی کہ ڈارون کا اصلی کام نفس ارتقاء کا اثبات نہیں ہے بلکہ اس امر کا ادعا ہے کہ تنازع للبقاء اور انتخاب طبیعی اور بقائے اصلح کے قوانین کے تحت انواع خود بخود ایک دوسرے میں تبدیل ہوتی اور ترقی کرتی ہیں۔ حکمائے اسلام میں سے اس چیز کا نہ کوئی قائل ہوا، نہ کسی خدا پرست کا ذہن اس نظریہ کی طرف منتقل ہوسکتا ہے۔ اور نہ خود ڈارون اس کو علمی حقیقت ثابت کرسکا ہے۔ وہ جو کچھ علمی طور پر ثابت کرسکا ہے وہ صرف یہ ہے کہ عالم طبیعی میں یہ قوانین کام کررہے ہیں، اور یہ کہ انواع میں ترتیب صعودی پائی جاتی ہے۔ رہا یہ کہ ان قوانین کے تحت نوع سافل سے نوع عالی کی طرف خود بخود صعود ہوتا ہے، تو یہ مجرد قیاس ہے۔ سائنٹفک حقیقت ثابت نہیں ہوسکا۔

قادیانی مذہب تالیف جناب سلاح الدین محمد الیاس صاحب برنی ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی علیگ ناظم سررشتہ تالیف و ترجمہ حیدرآباد۔ ضخامت ۰، ۱۱ صفحات، قیمت سے، ملنے کا پتہ:۔ تاج کمپنی لاہور۔

ناظرین ترجمان القرآن اس کتاب کے نام سے ناواقف نہیں ہیں۔ ہم اس کے گذشتہ ایڈیشنوں پر برابر تبصرہ کرتے رہے ہیں۔ اب اسی کتاب کا پانچواں ایڈیشن شائع ہوا ہے جس میں کثرت سے نئے مباحث اور اوّلیات اضافہ کئے گئے ہیں۔ اوران تمام قادیانی کتابوں کا جواب دے دیا گیا ہے جو اس کتاب کے سابقہ ایڈیشنوں کے رد میں شائع کی گئی ہیں، کتاب کی جامعیت، ترتیب کی خوبی، طرز بیان کی سرشگفتگی اور طریقۂ افہام وتفہیم کی جدت کا صحیح اندازہ پڑھنے ہی پر موقوف ہے۔ یہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں قادیانیت اور بانی قادیانیت کا ایک ایک خط وخال بے حجاب نظر آتا ہے۔ لطف یہ ہے کہ اس کتاب میں جو کچھ کہا گیا ہے، مرزا صاحب اوران کے اصحاب کی زبان ہی سے کہا گیا ہے۔ یعنی قادیانیت کی کہانی خود اپنی زبانی ہے۔ قادیانیت گو اپنی موت آپ مر رہی ہے۔ پھر بھی ضرورت ہے کہ بے خبر مسلمانوں میں یہ کتاب کثرت سے پہنچے، اور لوگ اس فتنہ سے پرحذر رہیں۔ ہم خود اس فرقہ کے حق طلب طبقہ کی خدمت میں بھی مخلصانہ عرض کرتے ہیں کہ تعصب سے بالاتر ہو کر اس کتاب کو پڑھے کہ تَعالَیْ یبتدئ کروا و یحتسبا۔

قادیانی قول وفعل | تالیف جناب پروفیسر سلاح الدین محمد الیاس صاحب برنی۔ ضخامت ۳۹۲ صفحات۔ قیمت ۱۲ ار، ملنے کا پتہ:۔ تاج کمپنی لاہور۔

اس کتاب کو کتاب "قادیانیت" کا تمہ یا تشریحی خلاصہ کہنا چاہئے جو "قادیانی مذہب" کے جواب "بشارتِ احمد" کی تنقیح کے سلسلہ میں لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب بھی اسی متانت، جامعیت اور تحقیق کی حامل ہے جس کی مولف سے توقع کی جا سکتی ہے۔ اس میں ان تمام عذرات اور بیجا تاویلات کا تشفی بخش جواب دے دیا گیا ہے جنھیں جناب بشارت احمد صاحب قادیانی نے اپنی کتاب میں پیش کیا تھا۔ قادیانی تحریک کی تدریجی قلابازیاں، قادیانی قول وفعل کی مبہم اور مغالطہ آمیز دورنگی، اور احمدیت کی اسلام کے خلاف خطرناک روش بلکہ سازش کا حال جن لوگوں کو نہ معلوم ہو وہ لوگ "قادیانی مذہب" کے ساتھ ساتھ اس کتاب کا بھی مطالعہ کریں۔ ان دونوں کتابوں میں فاضل مؤلف نے اس کے سوا کچھ نہیں کیا ہے کہ امت قادیان کے ہاتھوں

یں اس کا اعمالنامہ۔ کامل اور مکمل اعمالنامہ جسے اس نے اپنے ہی قلم سے مرتب کیا ہے ــــ دیدیا ہے‘ اور صرف اتنی گذارش کی ہے کہ اِقْرَاْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا۔ کیا قادیانی حضرات اس گذارش پر توجہ کریں گے ؟-

ترجمان | مرتبہ سید معین الدین صاحب ایم اے۔ ضخامت ۳۲ صفحات، شرح چندہ سالانہ ۱عہ۔ ملنے کا پتہ:- انجمن اتحادیہ مہاجرین بخارا و ترکستان گلی پہاڑی دریاں، چتلی قبر، دہلی۔

روسی مظالم سے تنگ آکر بخارا اور ترکستان کے مسلمان دنیا کے مختلف ممالک میں ہجرت کر رہے ہیں۔ اب تک تقریباً پچاس لاکھ مہاجرین اپنی متاع ایمان کی خاطر اپنے وطن کو خیر باد کہہ چکے ہیں۔ ان میں سے ایک قافلہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۷ء سے ہندوستان بھی آیا ہوا ہے۔ دہلی میں ان مہاجرین نے اپنی تنظیم کے لئے ”انجمن اتحادیہ“ کی بنا ڈالی ہے یہ ماہنامہ اسی انجمن کا آرگن ہے، جو چند ماہ سے نہایت کامیابی کے ساتھ نکل رہا ہے۔ بعض مفید علمی و اصلاحی مضامین کے علاوہ جو چیز خاص طور سے قابل توجہ ہے وہ اشتراکی روس کی ہلاکت آفرینیوں اور فرزندان توحید کی خانہ بربادیوں کا وہ دل دوز مرقع ہے جسے یہ ستم زدہ مہاجرین اپنے قلم سے کھینچ رہے ہیں۔ دردمند مسلمانوں کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ اس رسالہ کی صدا زیادہ سے زیادہ کانوں تک پہنچائیں تاکہ ان فریب خوردوں کی آنکھوں سے پردہ ہٹ جائے جو اشتراکی نظام کو دنیا کے لئے رحمت سمجھ رہے ہیں اور جنھیں سویٹ روس کا جہنم زار جنت نشان نظر آرہا ہے۔ اس وقت انہیں معلوم ہوگا کہ ہزاروں میل دور بیٹھے ہوئے وہ جس نظام کی عدل پروری اور انسانیت نوازی کا دن رات قصیدہ پڑھا کرتے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے اور جنھوں نے عملاً اسے دیکھا، بھگتا اور چکھا ہے وہ اس کا کیا حال بیان کرتے ہیں۔ توقع ہے کہ مسلمانان ہند اپنے مظلوم بھائیوں کے تجربہ اور مشاہدہ سے فائدہ اٹھائیں گے اور اشتراکی زہر کو اسلامی تریاق سمجھنے کی خطرناک غلطی نہ کریں گے۔ اس رسالہ میں روسی اور اشتراکی نظام کے متعلق جو کچھ شائع ہو رہا ہے نہ تو وہ کوئی پروپگنڈا ہے اور نہ اختلافِ نظریات کا اثر ہے بلکہ یہ لوگ خود گھر کے

بھیدی ہیں، جیسا کچھ علمی دنیا میں انھوں نے اس نظام کو پایا ہے، بے کم و کاست بیان کر رہے ہیں۔ اس رسالہ کی توسیع اشاعت نہ صرف اخلاقی و علمی بلکہ دینی خدمت ہے فَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی۔ اگرچہ ان مہاجرین کو ہندوستان آئے ہوئے ابھی کل سال ڈیڑھ سال ہوئے ہیں لیکن انھوں نے اردو ادب میں حیرت انگیز مہارت پیدا کرلی ہے۔ اس لئے رسالہ کی ادبیت بھی زیادہ "بدیشی" نہیں ہے ہمارے ترک بھائیوں کے لئے اسلام کی قومیت اور ملیت کافی ہے انھیں "چنگیز" جیسے فاتحوں پر فخر کرنے کی ضرورت نہیں۔

قائد | مرتبہ مولوی سید اختر اسلام صاحب قاسمی۔ ضخامت ۴۰ صفحات، قیمت سالانہ عمدہ کاغذ ۱۲؎ معمولی کاغذ عہ۔ پتہ:۔ مولانا حکیم انظار احمد صاحب محلہ فیل خانہ، مرادآباد (یوپی)

یہ ایک علمی، مذہبی اور اقتصادی ماہنامہ ہے جو بعض اکابر دیوبند کی سرپرستی میں مرادآباد سے شائع ہو رہا ہے۔ رسالہ کی جامعیت قابل قدر ہے۔ اس کا نصب العین خود اسی کے لفظوں میں آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام کے حالات پیش کرکے مسلمانوں کی اصلاح کرنا اور فلسفہ عروج و زوال پر بحث کرکے جذبات مسلم کو ابھارنا ہے، آخر میں ایک مضمون عربی زبان میں بھی شائع ہو رہا ہے۔ بہت سے مفید مضامین مسلسل شائع کئے جارہے ہیں۔ سیاسی مباحث بھی موجود ہیں مگر افسوس کہ کبھی کبھی متانت کا دامن ہاتھ سے چھوٹ بھی جاتا ہے۔ ایک ایسے رسالہ کو جو اسلامی تہذیب کا علمبردار اور "انسائیکلوپیڈیا" ہونے کا داعیہ رکھتا ہو کسی طرح زیب نہیں دیتا کہ عام اخباری لب و لہجہ اختیار کرے۔ مخالف برسر غلط سہی لیکن لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ کی تعلیم غلط نہیں۔

فردوس | مرتبہ جناب حبیب اشعری صاحب دہلوی، ضخامت ۳۲ صفحات، قیمت عہ ملنے کا پتہ:۔ دفتر رسالہ فردوس، دہلی

سال رواں کے جدید ادبی ماہناموں اور شعر و ادب کے ممتاز خدمت گذاروں میں سے ہے۔

افسانے معیاری اور نتیجہ خیز ہیں"، "جبل القمر" کے عنوان سے جو افسانہ شائع ہوا ہے اس کی تلخ نگاری کچھ پسندیدہ نہیں۔ علماء سوکی بے اعتدالیوں کا ہم انکار نہیں کرتے مگر علماء کی پوری جماعت کو عمومی حیثیت سے اس بے اعتدالی کا مجرم کیوں ٹھہرایا جائے، اور وہ بھی ایسے غیر مہذب و سخیف انداز میں۔

کانگریس یا مسلم لیگ | تالیف جناب حکیم انصاری صاحب، ضخامت ۴۰ صفحات، قیمت ۲ر

ملنے کا پتہ:۔ ناظم دارالاشاعت سیاسیات مشرقیہ۔ آفندی لاج۔ قرولباغ۔ نئی دہلی۔

مسلمانوں کی جہالت اور مفلوج ذہنیت سے یورپ ایک مدت سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ ہندی سیاست کے موجودہ انقلاب میں ہندو بھی مسلمانوں کے متعلق اسی داؤ سے کام لینا چاہتا ہے بلکہ کانگریس کے اسلحہ خانہ سے اس کا استعمال بھی شروع کر چکا ہے اور مسلم قوم ہے کہ ابھی تک کانگریس کے متعلق یہی طے نہیں کر سکی کہ اس میں مسیحائیت ہے یا دجالیت۔ یہ رسالہ اختصار کے باوجود اس مبحث پر ایک حقیقت افروز تبصرہ ہے جس میں مصنف نے نہایت سلجھے ہوئے اور دلنشین پیرایہ میں، بصورتِ مکالمہ ان تمام غلط فہمیوں کی اصلیت آشکارا کر دی ہے جس میں ہمارا جوشیلا وطن پرست اور کانگریسی مسلمان مبتلا ہے۔ محض حقائق اور واقعات سے بحث کی گئی ہے۔ انداز بیان کی متانت اور شرافت نے اس رسالہ کی قیمت میں خاص اضافہ کر دیا ہے۔ جو سلیم الطبع مسلمان سیاست حاضرہ کی پیچیدگیوں کو سمجھنا چاہے اسے اس رسالہ کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

مولف نے کانگریس پر اجمالاً تنقید کا پورا حق ادا کر دیا ہے۔ لیکن مسلم لیگ سے انھوں نے کوئی خاص تعرض نہیں کیا ہے۔ مسلمانوں کی علحدہ تنظیم اور اتحاد کی ضرورت اور اس کے طریقہ کے متعلق انھوں نے جو کچھ لکھا ہے، نہیں معلوم کوئی مدعی اسلام اس سے کیسے انکار کرے گا؟۔

آزادی کی جنگ | تالیف عبد الوحید خانصاحب بی، اے، ضخامت ۱۲۸ صفحات۔ قیمت ۸ر

ملنے کا پتہ:۔ عبد الوحید خانصاحب۔ ۹ لاٹوش روڈ لکھنؤ۔

یہ کتاب بھی سیاست حاضرہ سے تعلق رکھتی ہے جس میں فاضل مصنف نے نہایت کاوش کے ساتھ سیاسی معلومات کا ایک معقول ذخیرہ جمع کرکے کانگریس کے ادعائے آزادی کی حقیقت کھولی ہے اور کانگریسی قول و فعل کا ایک ایسا مرقع دیا ہے جس میں کانگریس کی مہاسبھائیانہ ذہنیت اور اسلام دشمنی کا چہرہ بے حجاب نظر آتا ہے جو بات بھی کہی گئی ہے واقعات کی سند کے ساتھ۔ گو مولف کا خلوص آمیز جوش اور اسلامی غیرت ہر ہر فقرہ سے نمایاں ہے مگر باوجود اس کے قلم کہیں بھی حدود متانت سے متجاوز نہیں ہوا ہے۔ مولف مسلم لیگ کا پرجوش حامی ہے، اس لئے فطرتاً اس نے اس کے نقائص سے بحث نہیں کی ہے، حالانکہ یہ چیز بھی خاص توجہ کی مستحق ہے۔ اگر مسلم لیگ اپنی موجودہ کمزوریوں سے پاک ہوتی تو کانگریس کی فریب کاریاں کبھی بامراد ہونے کا حوصلہ نہ کرسکتیں۔ ہاں مولف کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ حریت پسند مسلمان لیگ پر قبضہ کرکے نہایت آسانی کے ساتھ اس کی اصلاح کرسکتے ہیں لیکن آج کا مسلمان جب دن کو رات کہہ دیتا ہے تو سورج اس کی نگاہوں سے چھپ جاتا ہے اور آسمان کے ہر گوشے میں ماہ و پروین دیکھنے لگتا ہے۔

کتاب میں طباعت کی غلطیاں بہت زیادہ ہیں۔ اس کے علاوہ اس کی ترتیب میں بھی اصلاح کی کافی گنجائش ہے۔ اگر اس تمام مواد کو سائنٹفک طریقہ سے ترتیب دیکر بحث کو اور سلجھا دیا جائے تو کتاب کا معنوی حسن اور زیادہ جاذب نظر بن جائے گا۔

زبدۃ السیرۃ النبویہ | تالیف جناب مولانا عماد الدین صاحب انصاری ضخامت ۸۴ صفحات، قیمت ۳/

ملنے کا پتہ:۔ ناظم کتب خانہ انصاریہ جالندھر۔

یہ کتاب عربی مبتدیوں کے لئے لکھی گئی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ نہایت صاف اور سلیس عبارت میں پیش کی گئی ہے۔ نحو صرف کی ابتدائی کتابوں کے ساتھ اس کا پڑھایا جانا ایک طرف طلبہ کے لئے ادبی مشق کا کام دے گا دوسری طرف دنیا کے سب سے کامل انسان کی سیرت ان کے اخلاق کو سنوارے گی۔